(۴)

(فرمودہ ۲۴۔ اگست ۱۹۱۴ء بمقام میدان نزد مسجد نور۔ قادیان)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ [1] اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ [2]

ہر ایک انسان فطرتاً اپنی بھلائی اور بہتری اور اپنے لئے آرام چاہتا ہے۔ کوئی بیوقوف سے بیوقوف انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنے لئے دُکھ چاہتا ہو لیکن اپنی نادانی کی وجہ سے بعض لوگ ایک سُکھ طلب کرتے ہیں لیکن وہ اس کی وجہ سے دُکھ میں پڑ جاتے ہیں۔

ایک آدمی اپنے لئے آرام و راحت طلب کرتا ہے وہ اُلٹا اس کے لئے موجب تکلیف بن جاتا ہے' وہ انعام طلب کرتا ہے اور وہ اس کے لئے عذاب ہو جاتا ہے وہ ترقی طلب کرتا ہے جو تنزل ہو جاتی ہے اور وہ مفید چیزیں طلب کرتا ہے لیکن وہ اس کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔ اس طرح کے ہزاروں نظارے دنیا میں نظر آتے ہیں کہ ایک انسان بڑی خوشیوں اور بڑی امیدوں کے ساتھ ایک چیز کو طلب کرتا ہے لیکن وہ اس کے لئے دکھ کا موجب بن جاتی ہے۔ ایک انسان کے گھر اولاد نہیں وہ خود دعائیں کرتا' لوگوں کو دعا کے لئے کہتا اور صدقہ و خیرات

بھی کرتا ہے اور جو کچھ بھی وہ اس کے لئے کر سکتا ہے کرتا ہے مگر ایسی خبیث اولاد اس کی ہوتی ہے کہ وہ اس کے لئے انقطاع نسل کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس کی نسل تو ہوتی ہے لیکن وہ ایسی ایسی شرمناک حرکات کرتی ہے کہ اس کا نام لیتے ہوئے بھی اس کو شرم آتی ہے۔

معاویہؓ [۳] یزید [۴] کی پیدائش پر کتنا خوش ہوا ہو گا اور اس نے خیال کیا ہو گا کہ یہ بیٹا میرے لئے عزت افزائی کا موجب ہو گا لیکن اسی یزید نے ایسی ایسی خباثتیں کیں کہ اب کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا کہ میں معاویہ کی اولاد ہوں' کیوں؟ کہ اس کے درمیان ایک گندے آدمی کا واسطہ آتا ہے جس کی وجہ سے وہ بدنام ہوتے ہیں۔ تو وہی یزید جسے اس نے اپنی نسل بڑھانے والا اور ناموَری کا باعث تصور کیا وہ اس کے لئے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو گیا۔

تو انسان بڑی خوشیاں کرتا اور اپنے لئے ایک چیز کو مفید خیال کرتا ہے لیکن وہی اس کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہو جاتی ہے۔ بدر کے موقع پر کفارِ مکہ جب آئے۔ انہوں نے سمجھا کہ بس اب ہم نے مسلمانوں کو مار لیا اور ابو جہل نے کہا ہم عید منائیں گے اور خوب شرابیں اُڑائیں گے۔ [۵] اور سمجھا کہ بس اب مسلمانوں کو مار کے ہی پیچھے ہٹیں گے۔

لیکن اسی ابو جہل کو مدینہ کے دو لڑکوں [۶] نے (کفار مکہ مدینہ والوں کو نہایت ذلیل خیال کرتے تھے اور ان کو ارائیں کہا کرتے تھے) قتل کر دیا۔ اور اسے ایسی حسرت دیکھنی نصیب ہوئی کہ اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ (عرب میں رواج تھا کہ جو سردار ہوتا وہ اگر لڑائی میں مارا جاتا تو اس کی گردن لمبی کر کے کاٹتے تاکہ پہچانا جاوے کہ یہ کوئی سردار تھا) عبداللہ بن مسعودؓ [۷] نے اسے دیکھا (جب یہ بے حِسّ و حرکت زخمی پڑا تھا) اور پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ اس نے کہا مجھے اور تو کوئی افسوس نہیں صرف یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو ارائیں بچوں نے مار دیا۔ عبداللہ نے دریافت کیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا اب میری یہ خواہش ہے کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹ دو۔ انہوں نے کہا میں تیری یہ خواہش بھی پوری نہ ہونے دوں گا۔ اور اس کی گردن کو ٹھوڑی کے پاس سے سختی سے کاٹ دیا [۸] اور وہ جو عید منانی چاہتا تھا وہی اس کے لئے ماتم ہو گیا اور وہ شراب جو اس نے پی تھی اسے ہضم ہونی بھی نصیب نہ ہوئی۔

انسان ایک لطیف سے لطیف غذا کھاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میرے جزوِ بدن ہو گی لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہی غذا اس کے لئے ہیضہ کا باعث ہو جائے گی۔

بڑی بڑی خوشیوں اور شادیوں کے موقعوں پر لوگ جاتے ہیں اور خوشی میں حد سے گزر جاتے ہیں اور شریعت کے احکام کو توڑتے ہیں لیکن بیویاں ایسی آتی ہیں کہ وہ گھر میں امن کی بجائے فساد کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور بعض، بعض بدکاریاں کر کے اس گھر کی بدنامی کا باعث ہو جاتی ہیں۔

تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک خوشی جسے انسان طلب کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خوشی نہ ہو۔ ممکن ہے انسان خدا کو ناراض کر کے خوشی کے بدلے دُکھ خرید لے۔

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں یہی بتلایا ہے۔ پہلے مسیحؑ کے حواریوں نے مسیحؑ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہمیں آسمان سے مائدہ ملے۔ ہم کو دولت مل جاوے تاکہ یہ جو آئے دن چندے لگے رہتے ہیں ان سے چھٹی ہو اور آرام سے ہم خرچ کر سکیں گے اور پھر ہم خوب دل کھول کر عبادت بھی کر سکیں گے کیونکہ بے فکر ہوں گے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ یہ دولت مت طلب کرو۔ جو اللہ دیتا ہے اسے لو۔ انسان ایک وقت میں ایک چیز کو مفید خیال کر کے طلب کرتا ہے لیکن وہ اس کے لئے دُکھ کا موجب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم نیک ارادے سے طلب کرتے ہیں۔

حضرت مسیحؑ نے ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں دوں گا تو سہی لیکن جو شخص پھر اس کی ناشکری کرے گا تو میں اسے ایسا خطرناک عذاب دوں گا کہ اور کسی کو ایسا خطرناک عذاب نہ ملے گا۔

خدا تعالیٰ کا معمولی عذاب بھی کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک بہادر سے بہادر آدمی کو ذرا سر میں درد ہو یا پیٹ میں درد ہو تو اسے گرا دیتی ہے۔ ہمارے موجودہ بادشاہ [۹] کے والد ایڈورڈ ہفتم [۱۰] کا جشنِ تاجپوشی ہونے والا تھا۔ پیٹ میں پھوڑا تھا۔ باوجود اس کے کہ ہر طرح کی تیاریاں کر چکے تھے مگر خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت سر جھکانا پڑا اور جشن ملتوی کرنا پڑا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ابتلاء آتے ہیں بادشاہ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ غرض انسان کو بہت سی خوشیاں پہنچتی ہیں لیکن ان میں سے بہت سی خوشیاں اصل میں خوشیاں نہیں ہوتیں بلکہ آخر کار مصیبت ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے ہم دیں گے تو سہی مگر ایسا نہ ہو تم نافرمانی کرو۔ تو میں پھر تم کو ایسا خطرناک عذاب دوں گا کہ کسی کو نہ دیا ہو گا۔

اب اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ایک جگہ اس عذاب کو آسمان کے پھٹ جانے [۱۱]

سے مشابہت دی ہے۔ ایک معمولی ستارہ زمین پر گر جاوے یا سورج یا چاند ہی زمین پر گر جاویں تو تہلکہ مچ جاوے تو جب تمام نظام ہی درہم و برہم ہو جاوے تو اس وقت کیا حالت ہوگی۔

اب اس زمانہ میں ایک ایسی لڑائی ۱۲ شروع ہوئی ہے کہ پہلے اس کا نمونہ نہیں ملتا۔ صحابہؓ کے زمانہ میں جنگ ہوتی تھی' تیروں کی جنگ۔ بعض صحابہ کو تیر لگا ہوا ہے اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ ۱۳ اُس وقت وہ لوگ باوجود زخموں کے کام بھی کر سکتے تھے مگر اب خطرناک سے خطرناک سامانوں کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے اور یہ ایک خطرناک عذاب ہے۔ خطرناک قسم کے گولے جو آدمی تو کیا ہستی رکھتا ہے بڑی بڑی دیواروں اور قلعوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور بم' ہوائی جنگی جہاز' بڑی بڑی طاقت کی مشین والی توپیں' بڑے بڑے جنگی جہاز ہیں جن کے ذریعے سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو یہ سامان جو آج کل لڑائیوں میں نظر آتے ہیں۔ یہ دنیا میں آج تک نہیں پائے گئے اور ایسے ایسے خطرناک سامان ہیں کہ ان سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ عجیب عجیب قسم کی بندوقیں اور کروزر (CRUISER) اور اس قدر لڑائی کے سامان اکٹھے ہوئے ہیں کہ پہلے انسان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ پہلے آج تک کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں کورو چھیتر ۱۴ کے میدان میں کئی لاکھ آدمی مارے گئے حالانکہ اس میدان میں لاکھ دو لاکھ آدمی بھی سما نہیں سکتا۔

یورپ کہتا ہے کہ ہم نے لڑائی کے سامان ایجاد کئے۔ ہم نے توپیں بنائیں' ہم نے بندوقیں بنائیں' ہم نے جنگی جہاز بنا لئے اور کروزر (CRUISER) بنائے۔ ہم کہتے ہیں۔ یہ بالکل ٹھیک ہے ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ خدا کا فرمان پورا ہو رہا ہے۔ تمہاری ایجادیں قرآن کریم کی آیت کی تصدیق کرتی ہیں۔ چنانچہ اب یورپین اخبارات خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ یہ لڑائی ایسی ہے کہ ایسی لڑائی اور خونریزی اس میں ہونیوالی ہے کہ آج تک کبھی نہیں ہوئی۔ گویا وہی سامان ان کے لئے دُکھ کا موجب بن گیا۔ تو خوب یاد رکھو کہ انسان کو بڑی خوشیاں ہوتی ہیں لیکن وہ اس کے عذاب اور دکھ و تکلیف کا باعث ہو جاتی ہیں۔ آج بھی ایک عید کا دن ہے۔ لوگ خوشی میں ہیں کہ عید آ گئی اور بڑے خوش ہو رہے ہیں۔

قرآن کریم جیسی پاک کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵ جیسا پاک انسان اس سے استنباط کرنے والا۔ آپؐ نے ایک عید کا دن بنایا۔ لوگ تو خوشیوں میں اپنے فرضوں کو بھول کر شریعت کے احکام توڑتے ہیں۔ آپ نے بجائے پانچ کے اس دن چھ نمازیں مقرر

فرمائیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس خوشی میں متوالے ہو کر شریعت کے احکام کو توڑیں اور مورد عذاب بنیں۔ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے اور خوشی دی انہوں نے کفر کیا اور ان کو عذاب ملا۔ تو عید بیشک خوشی اور راحت کی چیز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ خوشی کا دن ہے۔ [۱۶] یہ کیوں خوشی کا دن ہے۔ یہ ایک الگ سوال ہے اور لمبا مضمون ہے۔ غرض یہ دن خوشی کے ہیں۔ خوشیوں میں لوگ فرائض کو بھول جایا کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ خوشیوں میں ذمہ داریاں بڑھ جایا کرتی ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپؐ پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکات ہوں اور سلام و صلوۃ و برکات آپؐ پر نازل ہوں آپؐ نے کیا ہی احتیاط کی ہے اور ہمیں بچالیا۔ قرآن کریم میں ہے جو نعمت کا ناشکر گزار ہو اسے عذاب دوں گا۔ [۱۷] آپؐ نے ہمیں بتلا دیا کہ کوئی خوشی ہو تم اس میں ضرور کچھ نہ کچھ عبادت کر لیا کرو۔ شریعت میں ہر خوشی کے موقع پر عبادت کا حکم دیا ہے۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو اور لوگ تو گانا بجانا اور دیگر بدعات کرنی شروع کر دیتے ہیں لیکن ایک مسلمان کو حکم ہے کہ بچہ پیدا ہو تو اُس وقت اس کے کان میں اللہ کا نام ڈالو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس کے کان میں پھونکو [۱۸] کہ تم خدا کی عبادت کرنا اور کوئی خوشی آئے اسے خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت رکھنا۔ شادی کا وقت آتا ہے اُس وقت خطبہ نکاح رکھا جس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ رکھا۔ پھر اس کے بعد بعض آیات قرآنی پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں بار بار اِتَّقُوا اللّٰہَ اِتَّقُوا اللّٰہَ [۱۹] آتا ہے۔ پھر جب وہ بیوی کے پاس جاتا ہے اس وقت بھی عبادت رکھی اور فرمایا۔ دعا مانگا کرو۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا [۲۰] کھانے کو بیٹھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ۔ [۲۱] کھانا کھا کر سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ [۲۲] کہو۔ ہر حالت میں خدا کی حمد کرتے رہو۔ کوئی خوشی اور کوئی راحت نہیں جس میں آپؐ نے عبادت اللہ تعالیٰ کی نہیں رکھی۔ کیونکہ اگر انسان عبادت الٰہی نہ کرے اور کفرانِ نعمت کرے۔ تو قرآن شریف فرماتا ہے فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ نبی کریم ﷺ نے خود ہمارے لئے راستہ صاف کر دیا۔ اور ہمارے لئے اصول مقرر فرما دیئے۔ گویا آپؐ نے علاج بتلا دیا کہ تم ہر ابتدائے امر پر بِسْمِ اللّٰہِ اور اس کے اختتام پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ ۔ [۲۳] تو آج ایک خوشی اور راحت کا دن ہے۔ کیوں ہے؟ یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ ہمیں خدا نے ایک عبادت کا موقع دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہماری ہر ایک خوشی کے موقع پر عبادت مقرر فرمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک عبادت کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے کام بھی کیا ہی عمدہ ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [۲۴] صدقہ و خیرات بہت کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ابنِ زبیر [۲۵] ان کے بھتیجے نے کہیں کہہ دیا کہ ان کو روکنا چاہئے کیونکہ اس طرح ان کے وارثوں کو کیا ملے گا۔ ان کو یہ خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے کہا۔ میں اگر اسے ملوں تو میں نذر دوں گی۔ ایک دن قریش کے ایک دو آدمیوں نے عبداللہ بن زبیر کو ساتھ لیا اور دروازے پر جا کر دستک دی اور کہا۔ ہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ (اب ہم کے لفظ میں عبداللہ بن زبیر بھی شامل تھے اور ان کو پس پردہ کیا معلوم تھا کہ وہ بھی ساتھ ہیں) آپ نے اجازت دے دی۔ جب اندر گئے تو عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لپٹ گئے۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے جو نذر مانی ہوئی تھی۔ اب اسے پورا کروں۔ [۲۶] وہی بات جس سے عبداللہ بن زبیر نے روکنا چاہا اسے کیا۔ تو گویا انہوں نے اپنے بھتیجے کے ملنے کی خوشی میں ایک عبادت کی۔ اور صدقہ و خیرات کیا۔ یہ باتیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ہی سیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ رمضان آیا روزے رکھو' عبادت کرو۔ جب گزرا تو خوشی کرو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ روزے رکھے اور اس خوشی میں عبادت کرو۔ یہی ایک نہیں بلکہ ہر ایک خوشی میں عبادت رکھی۔ کیونکہ انسان خوشی میں اندھا ہو جاتا ہے اس لئے فرمایا خوشی میں عبادت بھی کر لیا کرو تاکہ تم اپنی غلطیوں کے ضرر سے بچ جاؤ اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ پہنچاوے اور حقیقی اسلام کے پھیلانے کی ہمیں توفیق دے۔ ہمیں تقویٰ کے لباس سے ملبوس کرے۔ خدا کرے ہم وہ دن دیکھیں کہ اسلام دنیا میں بڑھے اور پھیلے۔ آمین ثم آمین

(الفضل ۳۰۔ اگست ۱۹۱۴ء)

---

[۱] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی خطبة النکاح جلد اول صفحہ ۲۸۹ ہندی

[۲] المائدة : ۱۱۳ تا ۱۱۶

۳ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ۔ بنو امیہ ۶۰۳ء۔ ۶۸۰ء حکومت ۶۵۶ء

۴ یزید بن معاویہؓ۔ بنو امیہ ۲۵ھ / ۶۴۵ء۔ ۶۸۳ء حکومت ۶۸۰ء

۵ ابو جہل (ابوالحکم) بن ہشام۔ بنو مخذوم۔ جنگ بدر ۶۲۴ء میں مسلمانوں کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا اشد ترین معاند رسول اکرم ﷺ - (**صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل۔ صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب قتل ابی جھل**۔)

۶ (الف) صحیح مسلم کے مطابق یہ دونوں معاذ بن عمرو بن الجموح و معاذ بن عفراء تھے۔ (**مسلم کتاب الجھاد والسیر باب استحقاق القاتل سلب القتیل** ۸۸/۲ مجتبائی۔ (ب) حاشیہ صحیح بخاری کے مطابق ان کے نام معاذ اور معوذ تھے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ (**بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل** ۵۶۵/۲ حاشیہ) اور سیرت ابن ہشام میں مرقوم ہے کہ (ج) معاذ حضرت عثمانؓ کی خلافت تک زندہ رہے جب کہ معوذ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ مقابلے کے بعد بھی ابو جہل میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ کے حکم پر اس کی لاش تلاش کی اور اس کا سر قلم کیا۔ (**سیرۃ ابن ھشام الجزء الثانی** صفحہ ۴۱)

۷ عبداللہؓ بن مسعود۔ بنو ہذیل۔ ۶۰ برس سے کچھ اوپر عمر پا کر ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۸ بخاری **کتاب المغازی باب قتل ابی جھل**

۹ جارج پنجم ۱۸۶۵ء۔ ۱۹۳۶ء

۱۰ ایڈورڈ ہفتم ۱۸۴۱ء۔ ۱۹۱۰ء۔ جشن تاجپوشی ۲۶۔ جون ۱۹۰۲ء کو ہونا قرار پایا تھا مگر بیماری کے باعث ملتوی ہو کر ۹۔ اگست ۱۹۰۲ء کو ہوا۔

۱۱ **الحآقّہ:۱۷، الرّحمٰن:۳۸**

۱۲ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۸ء

۱۳ **سنن ابی داؤد کتاب الطھارۃ باب الوضوء من الدم۔ سیرۃ الامام ابن ھشام الجزء الثانی** صفحہ ۱۳۶

۱۴ راجہ دھرت راشٹر کے بیٹوں کوروں اور راجہ پانڈ کے بیٹوں پانڈووں کی مشہور

اٹھارہ روزہ جنگ جس کی تفصیل مہابھارت میں ملتی ہے۔

۱۵ فخرِ موجودات نبی کریم ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم۔ بنوہاشم۔ ۵۷۰ء۔ ۶۳۲ء (دعویٰ ۶۱۰ء)

۱۶ صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ العیدین باب الرّخصة فی اللعب الخ جلد اول صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳ طبع مصری۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب سنة العیدین لاهل الاسلام جلد اول صفحہ ۱۳۰ طبع ہندی۔

۱۷ ابراهیم:۸

۱۸ ترمذی باب الاذان فی اذن المولود

۱۹ النسآء:۲، الاحزاب:۷۱، الحشر:۱۹

۲۰ (اللهم سے پہلے بسم الله بھی ہے) بخاری کتاب النکاح باب مایقول الرجل اذا اتی اهله۔

۲۱ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب التسمیة علی الطعام

۲۲ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب مایقول اذا فرغ من طعامه جلد ثانی صفحہ ۸۲۰۔ تین دعائیں مذکور ہیں۔ (الف) الحمدلله کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنه ربنا (ب) الحمدلله الذی کفانا وارونا غیر مکفی ولا مکفور۔ (ج) لک الحمد ربنا غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی ربنا۔

۲۳ یونس:۱۱

۲۴ اُمّ المؤمنین عائشہ بنت ابی بکرؓ ۔ قریش۔ بنو تمیم ۹ق ھ/۱۴۔۶۱۳ء۔ ۵۸۔۵۷ھ/۶۷۸ء

۲۵ عبداللہ ابن زبیرؓ۔ قریش۔ بنواسد بن عبدالعزیٰ ۲۔۱ھ ش / ۶۲۲ء۔ ۷۳ھ / ۶۹۲ء۔ دعویٰ خلافت ۶۴ھ

۲۶ صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب مناقب قریش